Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

امام ابو اسحاق شاطبی

ڈاکٹر محمد خالد مسعود

جدید اسلامی فکری ارتقاء پر جو مسلمان فقہاء خاص طور پر اثر انداز ہوئے ہیں ، ان میں اندلس کے مالکی فقیہ امام ابو اسحاق شاطبی بہت نمایاں ہیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ اسلامی قانون کے تصور جدید کی تشکیل میں آپ کے قانونی فکر نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

امام شاطبی کا پورا نام ابو اسحاق ابراھیم بن موسی بن محمد اللخمی الشاطبی ہے۔ شاطبہ سے ان کی نسبت کی وجہ سے چند مستشرقین کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ وہ شاطبہ میں پیدا ہوئے تھے یا شاطبہ سے ھجرت کرکے غرناطہ آئے تھے (۱) ۔ یہ صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ شاطبہ بہت عرصہ پہلے عیسائیوں کے قبضے میں آ چکا تھا اور تاریخ نگاروں کے قول کے مطابق ۶۴۵ھ میں شاطبہ سے آخری مسلمان خاندان بھی رخصت ہو چکا تھا ۔

امام شاطبی کی زندگی کا تمام عرصہ غرناطہ میں گزارا ۔ یہ آٹھویں صدی ھجری کا غرناطہ تھا ۔ جب مسلمانوں کے عروج کا سورج اندلس میں اپنی آخری ضیا پاشیاں کر رہا تھا ۔ یہ سلطان محمد الغنی باللہ کا دور تھا جو غرناطہ کی تاریخ کا شان دار عہد ہے۔ الحمراء کے محلات میں مشہور زمانہ محل جو شیروں کے محل کے نام سے مشہور ہے اسی دور میں تعمیر ہوا ۔ سلطان کی کامیاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیاست سے جہاں ایک طرف عیسائیوں کی جانب سے خطرہ کم ہو چکا تھا وہاں اندرونی طور پر بھی خانہ جنگیوں ، سازشوں اور آپس کی ریشہ دوانیوں سے کچھ دیر کے لئے نجات ملی ہوئی تھی ۔ سلطان کی علم دوستی کی وجہ سے تمام اسلامی دنیا اور خاص طور پر افریقہ کے علماء غرناطہ میں کھنچے چلے آ رہے تھے ۔ ان میں ابن خلدون جیسی نامور شخصیتوں کے نام بھی آتے ہیں ۔ ابن خلدون شاطبی کے ہم عصر تھے اور غرناطہ میں تقریباً دو سال سلطان محمد الغنی باللہ کے دربار سے وابستہ رہے ۔

شاطبی کو اس دور کے ماہر فن علماء سے استفادہ کا موقعہ ملا ۔ ان کے اساتذہ میں ایک ابن الفخار الالبیری (م۷۵۵ھ) تھے، جو شیخ النحاۃ کے نام سے مشہور تھے ۔ دوسرے ابوالقاسم شریف السبتی تھے، جو علم بلاغت کے امام تھے ۔ ان کے علاوہ ابو سعید ابن لب (م۷۸۳ھ) ، ابو منصور الزواوی (م ۷۷۰ھ) ، ابو عبداللہ المقری (م۷۵۸ھ) اور دوسرے علماء بھی شامل ہیں (۲) ۔

اندلس میں ہمیشہ علم فقہ کو نفع بخش علم سمجھا جاتا تھا لیکن اصول فقہ میں بہت کم دلچسپی لی جاتی تھی ۔ امام شاطبی نے ابتدا ھی سے اصول فقہ میں اپنا شغف ظاہر کیا ۔ اس کی وجہ جیسا کہ خود ان کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے ، یہ تھی کہ ان کے زمانے میں بہت سی اہم معاشرتی تبدیلیاں ظہور پذیر ہو رہی تھیں ۔ مالکی فقہ جسے روایت پرست فقہا نے جامد بنا رکھا تھا ان حالات میں رہنمائی سے قاصر تھی ۔ فقہاء کی فلسفہ اور اصول قانون سے عدم دلچسپی کی وجہ سے کوئی ایسا طریق کار اور اصول سامنے نہیں آ رہا تھا جو اسلامی قانون کی بنیادوں کو نقصان پہنچائے بغیر اور اس کی وحدت پر اثر انداز ہوئے بغیر ان نئے حالات کا مقابلہ کر سکتا ۔ فقہاء باھمی

اختلافات کا شکار تھے ۔ وہ ان اختلافات کو اصولی حیثیت دے کر اس سے فقہی جواز مہیا کرتے تھے ۔ یہ بات شاطبی کے لیے بے حد پریشان کن تھی کہ قانون اسلامی ، جس کی اصل ایک ہے ، تضادات کا شکار ہو جائے اور ان تمام متضاد بیانات کو شرعی جواز حاصل ہو۔ ان مشکلات کا حل اصول فقه هی میں مل سکتا تھا کیونکہ قانون اسلامی اس وقت تک اپنی روح سے محروم اور بے جان رہتا ہے جب تک اسے اس کی فلسفیانہ اور نظریاتی بنیادیں فراہم نہیں کی جاتیں۔ امام شاطبی نے ازسر نو فقه اسلامی کا مطالعه کیا اور اس کے قرآنی اور سنت نبوی کے مصادر اور اصول پر غور کیا اور اس طرح وہ شریعت اسلامیه کے مقاصد اور اسرار معلوم کرنے میں کامیاب ہوئے ۔ یوں نظریه قانون اسلامی میں ایک نئے باب کا اضافه هوا ۔ ان تمام مباحث کو انھوں نے اپنی دو کتابوں میں یک جا کیا ہے ۔ ایک الموافقات ہے ، جو چار ضخیم جلدوں میں ہے۔ اس میں مقاصد شریعه پوری تفصیل سے بیان کیے گئے هیں ۔ دوسرے الاعتصام ہے ، جس میں بدعت کی تشریح پوری شرح وبسط سے کی گئی ہے۔

ان کتابوں کی تصنیف میں امام شاطبی نے محض سابقه کتابوں کے مطالعے اور تجزیه پر اکتفا نہیں کیا بلکه فتاویٰ کے سلسلے میں اپنے تجربے سے بھی کام لیا ہے۔ مزید برآں اپنے هم عصر علماء و فقہاء سے ان اهم مسائل پر خط و کتابت بھی کی ۔ طریقه یه تھا که اس عهد میں جو پیچیده مسائل درپیش تھے ان کو اصول فقه کی زبان میں آپ سوال نامه کی صورت میں پیش کرتے اور اندلس اور شمالی افریقه کے تمام نامور فقہاء کو بھجواتے ۔ اس سے جہاں کئی مسائل کی وضاحت هوئی وهاں امام شاطبی کو بہت سی دقتوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ۔ امام شاطبی قرآن و سنت اور مقاصد شریعه سے رهنمائی حاصل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے تھے مگر فقہاء عموماً متداول روایات کا سہارا لیتے تھے ۔ اس طرح ان سے تصادم ہونا لازمی تھا ۔ امام شاطبی نے بہت سے ایسے رسوم رواج کی مخالفت میں قلم اٹھایا جن کو وہ خلاف قرآن و سنت بلکہ بدعت سمجھتے تھے ۔ اس پر ان کی سخت مخالفت ہوئی (۳) ۔

متنازعہ مسائل زیادہ تر تصوف سے تعلق رکھتے تھے یا سیاسی نوعیت کے تھے ۔ ان میں سے ایک نماز کے بعد بآواز بلند دعا کا مسئلہ تھا ۔ خطبہ کے دوران سلطان وقت کا نام لینا اس کے اقتدار کے جواز اور اس علاقے کی طرف سے اطاعت کی علامت سمجھا جاتا تھا ۔ الموحدین کے دور میں اندلس میں یہ اضافہ ہوا کہ ہر نماز کے بعد سلطان وقت کے لیے دعا کی جاتی تھی ۔ شروع شروع میں اس کی مخالفت ہوئی لیکن پھر اس کا باقاعدہ رواج ہو گیا اور اسے عبادت کا جزو سمجھا جانے لگا ۔ امام شاطبی نے اسے بدعت قرار دیتے ہوئے نہ صرف خود اس کی مخالفت کی بلکہ دوسرے فقہاء سے بھی اس سوال پر خط و کتابت کی ۔ چونکہ اس مسئلے کی نوعیت سیاسی بن چکی تھی اس لیے ان تمام فقہاء نے جو قاضی اور مفتی کی حیثیت سے اپنے مفادات اس سے وابستہ کیے ہوئے تھے امام شاطبی سے شدید مخالفت کی ۔ یہ اور اس طرح کے کئی مسائل تھے جن کی وجہ سے امام شاطبی پر مختلف قسم کے الزامات لگائے گئے ۔ انھیں ,,بدعتی،، اور ,,تارک سنت،، کہا گیا (۴) ۔

اگرچہ تاریخی طور پر اس سلسلے میں وضاحت نہیں ملتی لیکن امام شاطبی کے اپنے بیانات سے مترشح ہوتا ہے کہ انھیں اس سلسلے میں شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا ۔ ان کے خلاف تفتیش اور محکمانہ کاروائیاں بھی ہوئیں ۔ اسی ابتلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے یہ شعر کہے تھے :

اے قوم تونے مجھے امتحان میں ڈالا
اور امتحان بڑے بڑوں کو ہلا دیتے ہیں
تونے اسے ایسے گرداب میں مبتلا کیا، جس میں وہ بری طرح
چکرا گیا
ایسا لگتا تھا کہ اس کا نام و نشان تک مٹ جائے گا
تونے مجھے اس لیے مصائب کا نشانہ بنایا
کہ میں مفاسد کو دور کرنا چاہتا تھا
اور مصالح کو عام کرنا چاہتا تھا
بہرحال خدا ہر حال میں میرے لیے کافی تھا
اس نے میرے فکر کی بھی حفاظت کی اور میرے
دین کی بھی (۵)

امام شاطبی نے تو بدعت کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا تھا لیکن خود انہی پر بدعت کا الزام لگایا گیا ۔ اس لیے انھوں نے ضروری سمجھا کہ بدعت کے تصور کی تعریف اور تشریح ایسے انداز میں کی جائے کہ اس کا یہ ابہام دور ہو جائے جس سے موقع پرست اور بدعت نواز لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ انھوں نے شریعت اسلامیہ کے فلسفے کی تشکیل پر کام شروع کیا اور اس فلسفے کو نظریہ مقاصد شریعہ کے نام سے الموافقات میں تفصیل سے پیش کیا ۔ انھوں نے بدعت کے مفہوم کا بھی تجزیہ کیا جس کی تفصیلات الاعتصام میں ملتی ہیں ۔

نظریہ مقاصد شریعہ کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں ہر جگہ رہنمائی کی ضرورت ہے ۔ انسانی ضروریات میں سے بعض ایسی ہیں جو انفرادی ہیں اور ان کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہے ۔ ان ضروریات کے بارے میں انسانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہنمائی انسان کی جبلت اور اس کے بدنی تقاضوں کی صورت میں رکھ دی گئی ہے لیکن انسان اجتماعی زندگی گزارتا ہے لہذا اس کی معاشرتی حیثیت کے لیے بھی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ یہ رہنمائی اس لیے بھی ضروری ہے کہ اکثر انفرادی مفادات آپس میں ٹکراتے ھیں اور اس سے اجتماعی مفادات کے مجروح ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے انسانی معاشرے اپنے تجربات کی بنیاد پر رواجات بناتے ھیں جو یہ طے کرتے ھیں کہ کون سی چیز اچھی ہے کون سی بری۔ لیکن اس سلسلے میں مسئلہ یہ درپیش آتا ہے کہ ایک تو دنیا میں کوئی بھی چیز نہ مطلقاً اچھی ہے نہ مطلقاً بری۔ جس چیز میں اچھائی کے پہلو زیادہ ہوتے ھیں ، اسے اچھا کہا جاتا ہے اور جس چیز میں برائی کے پہلو زیادہ ھوں اسے برا۔ امام شاطبی کے نزدیک یہ معاشرتی تجربہ اور علم بھی درحقیقت اس علم پر مبنی ہے جو انسان کو اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے عطا فرمایا ہے۔ چونکہ دنیا میں ھر چیز انسان کے فائدے کے لیے پیدا کی گئی ہے، اس لیے فطرت کے قانون اور معاشرتی قانون میں ھم آھنگی ہے۔ مختلف شریعتیں جو انسان کی رہنمائی کے لیے نازل کی گئیں ان سب کا مقصد و منشاء ، مصالح کا حصول اور ان کی حفاظت ہے۔

انسانی مصالح جو شریعت خداوندی کے پیش نظر ھیں ، ان میں اس دنیا کے مصالح بھی ھیں اور آخرت کے بھی۔ آخرت کے بارے میں چونکہ انسان کا معاشرتی تجربہ کسی طرح بھی رہنمائی نہیں کرتا ، اس لیے ان کی بنیاد کلیۃً وحی پر ہے۔

مصلحتیں دو طرح کی ھیں۔ ایک تو وہ جو انسانی مفادات کی براہ راست حفاظت کرتی ھیں یا ان کی نشوونما میں مدد دیتی ھیں۔ دوسری وہ جو ان مفادات کے حصول میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو

دور کرتی ہیں ۔ دوسری قسم کی مثال قانونی سزائیں ہیں جو اپنی ذات سے مصالح نہیں ہیں لیکن چونکہ وہ ان اسباب و عوامل کو ختم کرتی ہیں جن سے مصالح کی حفاظت اور استحکام پر اثر پڑتا ہے اس لیے بالواسطہ وہ بھی مصالح میں شمار ہوتی ہیں ۔

شاطبی نے پانچ چیزوں کی حفاظت کو بنیادی مصلحتوں میں شمار کیا ہے ۔ وہ ہیں دین، نفس، عقل، مال اور نسل ۔ ان کی بنیادی حیثیت ہے۔ باقی یا تو ان کو مکمل کرتی ہیں یا ان کی حفاظت کو بہتر بناتی ہیں ۔

شاطبی کے نزدیک تمام شرائع اور شریعت اسلامیہ کے تمام اصول و مآخذ کا مقصد انہی مصالح کی حفاظت ہے۔ ان کی حفاظت ابدی اصول ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی لیکن ان کی تعریف اور توضیح کے سلسلے میں دقت پیش آ سکتی ہے۔ اس سلسلے میں شاطبی وضاحت کرتے ہیں کہ چونکہ معاشرتی حالات بدلتے رہتے ہیں اس لیے دنیوی مصالح کے مفہوم میں تبدیلی آ سکتی ہے لیکن وہ مصالح جن کا تعلق آخرت سے ہے ان میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی ۔ چنانچہ وہ مصالح جن کا تعلق ,,حفاظت دین،، سے ہے وہ اُخروی مصالح میں شمار ہوں گی ۔ لہذا جہاں تک باقی چار مصالح یعنی نفس ، عقل، مال اور نسل کی حفاظت کا تعلق ہے حالات و زمانہ کی رعایت سے ان کے مفہوم میں تبدیلی کا امکان ہے لیکن ,,دین،، میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں ۔

اس توضیح کے ساتھ شاطبی ,,بدعت،، کے تصور کی تشریح کرتے ہیں کہ ہر ,,تبدیلی،، اور ہر نئی چیز کو ,,بدعت،، نہیں کہا جا سکتا۔ امام شاطبی کے نزدیک ,,بدعت،، ,,لغوی،، اور دینی طور پر قابل مذمت شے کو کہتے ہیں ۔ بہت سی ایسی نئی اشیاء ہیں جو رسول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بعد پیش آئیں لیکن انھیں کسی طرح بھی قابل مذمت نہیں کہا جا سکتا ۔ امام شاطبی بعض فقہاء کی ان کوششوں پر گرفت کرتے ھیں جنھوں نے بدعت کو اچھی اور بری قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ امام شاطبی کے خیال میں ,,بدعت،، کبھی اچھی نہیں ھو سکتی ۔ ان کے ھاں بدعت صرف ان نئی چیزوں، اضافوں یا نئے طور طریقوں کو کہا جا سکتا ہے جو دین میں داخل کیے جائیں اور انھیں دین کا جزو سمجھا جائے ۔ ان کے علاوہ کسی نئی چیز کو بدعت نہیں کہا جا سکتا ۔

اس وضاحت کی بنیاد اس امر پر ہے کہ شاطبی کے نزدیک شریعت عطا کرنے کا حق محض اللہ تعالی کو ہے، کسی انسان کو نہیں ۔ خصوصاً وحی کا سلسلہ بند ہونے کے بعد کوئی انسان کسی بھی حیثیت سے یہ دعویٰ نہیں کر سکتا ۔ لیکن چونکہ اللہ تعالی کا تصور ایک میکانکی خدا کا تصور نہیں بلکہ وہ فعال اور رحمت محض ہے اور انسانی مصالح کا محافظ ہے اس لیے وہ معاشرتی تغیرات کے ذریعے اپنی مشیت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایسے امور جن میں انسانی مفادات کی تعریف معاشرتی تجربات کی بنا پر ھو سکتی ہے ان کا معاملہ انسان کے معاشرتی تجربے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ تاھم اس سلسلے میں بنیادی اصول شریعت حقہ میں موجود ھیں جو اساسی رھنمائی فراھم کرتے ھیں ۔ لیکن ایسے امور جن میں انسانی مفادات کی تعریف اور توجیہ معاشرتی تجربات سے نہیں ھو سکتی وہ خالصتاً اخروی امور ھین ان میں نہ تبدیلی کی ضرورت ہے نہ امکان ۔ اس لیے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان میں تبدیلی یا اضافہ کرے اور اسے عبادت اور دینی فریضہ کا درجہ دے ۔

آج ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ شریعت اسلامیہ کے انہی حقائق و اسرار کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اسلامی قانون کی اصلی روح سے دور ہو گئے ہیں ۔

امام شاطبی کی تاریخ ولادت اور دوسرے حالات زندگی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں ملتیں ۔ تاہم ان کی تاریخ وفات ضرور متعین طور پر معلوم ہے ۔ آپ نے ۸ شعبان ۷۹۰ ھ میں غرناطہ میں وفات پائی ۔

آپ کے شاگردوں کی فہرست طویل ہے تاہم ان میں دو خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ایک ابن زمرک، جو سلطان محمد الغنی باللہ کے ملک الشعراء تھے اور ان کے اشعار الحمراء کی محرابوں میں کئی جگہ درج ہیں ۔ مشہور ادیب لسان الدین ابن الخطیب کے بعد ، جو سلطان الغنی باللہ کے وزیر تھے ابن زمرک وزیر کے عہدے پر فائز ہوئے ۔

شاطبی کے دوسرے مشہور شاگرد ابوبکر ابن عاصم ہیں جو غرناطہ کے قاضی القضاۃ تھے ، ان کی کتاب ,,تحفۃ الحکام،، بہت اہم اور مشہور ہے اور عرصہ تک غرناطہ کی عدالتوں میں ضابطے کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے ۔ یہ آج بھی مالکی فقہ کی نہایت اہم کتابوں میں شمار ہوتی ہے ۔ ابن عاصم نے شاطبی کی الموافقات کا خلاصہ بھی لکھا ۔

امام شاطبی کی تصنیفات یا تو عربی زبان کے قواعد کے بارے میں ہیں یا اصول فقہ اور حدیث کے بارے میں ۔ ذیل میں ان کی فہرست دی جاتی ہے ۔

۱ ۔ شرح علی الخلاصۃ فی النحو (ابن مالک کی الفیہ کی شرح)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲ ـ الاتفاق فی علم الاشتقاق (غیر مطبوعه) ـ

۳ ـ اصول النحو

۴ ـ کتاب المجالس (صحیح بخاری کی کتـاب البیـوع کی شرح)

۵ ـ الافادات والانشادات (مطبوعه)

٦ ـ الموافقات ـ اس کتاب کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ـ

۷ ـ الاعتصـام (مطبوعه)

۸ ـ فتاوی (مطبوعه)

حـوالـه جـات

۱ ـ گولڈزیہر ، فرقه باطنیه پر غزالی کا محاکمه (جرمن) ، لائیڈن ، ۱۹۱٦ ، ص ۳۲ ، بروکلمان ، تاریخ ادبیات عربی (جرمن) ج ۲ ، ص ۳۷۴، آسن پالاسیوس، مطالعه کرملیه (فرانسیسی) ، ۱۹۳۲، صفحات ۱۲۱ ـ ۲۲ ـ

۲ ـ تفصیلات کے لئے ملاحظه ہو احمد بابا ، نیل الابتہاج ، قاہره ، ۱۳۵۱ھ ، ص ۳٦ ـ ۵۰ ـ

۳ ـ امام شاطبی نے ان امور کا ذکر الاعتصام ج ۱ ، ص ۹ پر کیا ہے ـ

۴ ـ ایضـاً ، ج ۲ ، ص ۲۳۷ ـ

۵ ـ نیل ، ص ۳۹ ـ

★★★